حکومت کی آمریت اور پی ڈی اے کا لانگ مارچ
اقتدار کی جنگ اور بھیانک خانہ جنگی کا پیش خیمہ

۱۸ نومبر کو پی ڈی اے کا لانگ مارچ اور حکومت کا ردّعمل اور اس پر قومی و ملی رہنماؤں، سیاستدانوں، علماء و مشائخ، اخبارات اور دانشوروں کے تجزیے تبصرے تاثرات آراء اور نتائج تا ہنوز قارئین کے اذہان میں تازہ ہوں گے اس سلسلہ میں ہمارا قطعی اور دوٹوک موقف یہ ہے کہ موجودہ حزب اقتدار ہو یا حزب اختلاف دونوں میں کوئی فرق نہیں یہ بدلتے ہوتے چہروں کے ساتھ ملک پر ایک ہی جیسے شب و روز قائم رکھنے کا تسلسل ہے، مہرے بدلتے رہتے ہیں چال سب کی ایک ہی ہے یہ کسی نظام کے انقلاب کی نہیں، محض اقتدار کی جنگ ہے جو خطرناک اور بھیانک خانہ جنگی کا پیش خیمہ بھی ہو سکتی ہے، سب ایک ہی جیسی تربیت اور ایک ہی جیسے عزائم کے ساتھ پاکستان کی اجتماعی زندگی میں دخیل ہیں سب کے پیش نظر یہی ہے کہ اس ملک کے لوگوں کا وزن کسی صورت میں بھی اسلامی نظام کے پلڑے میں نہ پڑے۔ اقتدار جب آمریت میں ڈھل چکا ہو اور سیاست جب محض حصول اقتدار ہی کا وسیلہ بن گئی ہو تو پھر انہیں سمجھانے اور کچھ کہنے کی ایک قیمت بھی ادا کرنی پڑتی ہے۔

جتنا رات کے بعد صبح ہونے کا یقین ہے اس سے کہیں زیادہ یقین ہمیں اس بات کا ہے کہ اگر اس ملک کو ایک آزاد مملکت کی حیثیت سے دنیا میں موجود رہنا ہے تو پھر حکومت ہو یا حزب اختلاف یا دینی سیاسی جماعتیں اسلامی نظام حکومت، اسلامی نظام سیاست، اور انقلاب کے لیے اسلامی لائحہ عمل اپنائے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ یہ ایک ایسا ملک ہے جس کے مختلف طبقوں کے درمیان سوائے اسلام کے کوئی ایسی قدر مشترک نہیں جو اس کے مائل بہ انتشار اجزاء کو ایک دوسرے سے وابستہ رکھ سکے۔ اہل پاکستان کے پاس اسلام کے علاوہ کوئی ایسا نصب العین نہیں جو ان کے اندر زندگی کی حرارت اور ولولہ پیدا کر سکے ان کے حفظ و بقاء اور ان کی نشو و نما کا سارا دار و مدار اسلام اور صرف اسلام پر ہے ایک ایسا ملک جس میں نہ تو جغرافیائی

وحدت ہے اور نہ لسانی اور نسلی اتحاد ، اس کی بقا اور وحدت کا انحصار اسلام کی مقناطیسی قوت کے علاوہ اور کس قوت پر رکھا جاسکتا ہے ؟ مگر اس وقت نہ تو حکومت کے عزائم نفاذ اسلام کے ہیں اور نہ پی ڈی اے نے کبھی اس کا خواب دیکھا ہے ۔

رہی علماء کی بات تو الحمدللہ کہ علماء حق نے اقتدار کی اس جنگ میں کسی ایک گروہ کا ساتھ بھی نہیں دیا۔ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ علماء حق کبھی بھی اقتدار کے حریف نہ تھے وہ کبھی بھی اس بات کے طالب نہ تھے کہ اقتدار دوسروں کے بجائے ان کے ہاتھ میں ہو ان کا مطالبہ ہمیشہ سے یہ رہا اور آج بھی صرف یہی ہے کہ یہ ملک جب اسلام کے نام پر بنا ہے تو یہاں پوری طرح اسلامی نظام زندگی نافذ ہونا چاہیئے ، علماء نے بارہا پورے خلوص کے ساتھ کہا کہ یہ خدمت جو بھی راست بازی کے ساتھ انجام دے ہم دل وجان سے اس کی حمایت کریں گے اور اس کے ساتھ اقتدار میں شرکت تو درکنار ، اس سے کسی اجر کے طالب بھی نہیں ہوں گے مگر یہاں برسر اقتدار آنے والوں کا رویہ یہی رہا کہ ایک طرف وہ اسلام کے نعرے لگا لگا کر اس ملک کو اسلام سے اور زیادہ دور لے جانے کی کوشش کرتے رہے اور دوسری طرف علماء کو اپنے اقتدار کے لیے خطرہ سمجھ کر دبانے اور مٹانے کے لیے ہر اوچھا سے اوچھا ہتھیار استعمال کرتے رہے ۔

ہم تو روز اوّل سے یہی کہتے آتے ہیں اگر ہم فی الواقع پاکستان کو اسلام کی تجربہ گاہ بنانے کا عزم بالجزم رکھتے ہیں اور اس ریاست کو دین کی خادم ریاست بنانے کے متمنی ہیں تو پھر ہمارے لیے یہ چیز اشد ضروری ہے کہ ہم عوام کے دینی اور مذہبی رجحانات کے معاملے میں انتہائی تدبر اور تفکر کا ثبوت دیں اگر ہم نے اپنی غفلت سے اپنی آئیڈیالوجی کو ہی جو درحقیقت ہمارے لیے رگ جان کی حیثیت رکھتی ہے ایک غیر سنجیدہ سی چیز سمجھ کر اس کے ساتھ کھیل تماشہ کا سا سلوک شروع کر دیا جیسا کہ موجودہ حکمرانوں اور پی ڈی اے کے چوٹی کے رہنماؤں کے آئے دن بیانات بلکہ ایک خاص منصوبہ بندی کے ساتھ ملک کی نظریاتی اساس کے خلاف مذموم مقاصد کی تکمیل کی پیش رفت کی جارہی ہے تو پھر ہمارے ذہنوں میں ایک ایسا خوفناک انتشار پیدا ہو گا جو ہماری نوخیز نسلوں کو بالکل تباہ وبرباد کرکے رکھ دے گا ——— آئیڈیالوجی کا تعلق صرف دماغ سے نہیں ہوتا بلکہ جذبات واحساسات سے ہوتا ہے۔ اگر کوئی قوم احساسات کے اعتبار سے ایک مرتبہ اپنے اصل موقف سے ہٹ جاتے تو پھر اسے واپس لانا جان جوکھوں کا کام ہوتا ہے ۔

برسراقتدار گروہ مسلسل دعوے تو نفاذ شریعت اور اسلامی نظام معیشت کا کر رہا ہے لیکن ملکی نظام ریاست

کا سارا ڈھانچہ مغرب کے سرمایہ دارانہ اصولوں کے مطابق چل رہا ہے، ملک میں دولت غیر معمولی اہمیت حاصل کر رہی ہے جائز و ناجائز کی ان پابندیوں کو قطعاً نظر انداز کر دیا گیا ہے جو اسلام نے دولت کمانے اور صرف کرنے پر عائد کر رکھی ہیں، سُود جوا ارتکازِ دولت کا سب سے موثر ذریعہ ہے ۔۔۔ وہ ملک کے پورے معاشی نظام میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت سے شامل ہے بلکہ اسے اس سے مزید استحکام بخشا جا رہا ہے۔ امیر و غریب کے درمیان زبردست تفاوت پایا جاتا ہے ملک کی بیشتر دولت پر ایک مختصر سا طبقہ دادِ عیش دے رہا ہے اور عظیم اکثریت نان شبینہ کی محتاج ہے۔

قوم کے اخلاق کا دیوالیہ نکل چکا ہے یہاں بیورو کریسی چند سال قبل جتنی بدعنوان تھی آج اس کی بدعنوانیوں میں کم از کم بیس گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ ملکی نظم و نسق کا حال سب کے سامنے ہے جرائم کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی چلی جا رہی ہے تجارت اور صنعت میں ایسے حالات پیدا کر دیئے گئے ہیں کہ لوگوں کے لیے ایمانداری کے ساتھ کام کرنا قریب قریب ناممکن بنا دیا گیا ہے ثقافت کے پُرفریب نام سے قوم کو رقص و سرود کا رسیا بنایا جا رہا ہے تعلیمی نظام نئی نسل کو تباہ کر رہا ہے مغرب زدہ گروہ جو آمرانہ نظام رکھتا ہے ان سے کام لے کر اس نے پوری کوشش کی ہے کہ اسلام کا ایک نیا ایڈیشن تیار کیا جائے، قرآن و سنت کے باغیوں کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے مگر شریعت بل کا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہے غضب یہ ہے کہ یہاں عیسائی مشنریوں اور عیسائیت کو پھیلنے کا خوب موقع دیا جا رہا ہے جبکہ اسلام کے لیے کام کرنے والوں پر پہرے بٹھا دیئے گئے۔

اس تمام صورت حال کو دیکھ کر کون شخص یہ باور کر سکے گا کہ اس ملک میں نظام شریعت اور اسلامی نظام معیشت کی راہ ہموار کی جا رہی ہے اگر وہ دین کا تھوڑا سا علم بھی رکھتا ہے تو وہ یہ سمجھے گا کہ اسے محض اسلام کے نام پر دھوکا دیا جا رہا ہے اور اگر وہ علم دین سے بے بہرہ ہے تو وہ اس دین ہی کو تیاگ کر دے گا جو انسانوں کے درمیان اس قسم کی غیر عادلانہ تقسیم کو روا رکھتا ہے۔

حکمرانو اور سیاستدانو! ہم جو اسلامی نظام کے سلسلہ میں آپ کو بار بار توجہ دلا رہے ہیں تو اس سے خدانخواستہ آپ کہیں اس زعم میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ اسلامی نظام کا قیام آپ کی معاونت کے بغیر ممکن ہی نہیں، اگر آپ اس معاملے میں کسی غلط فہمی کا شکار ہیں تو اسے براہ کرم اپنے قلب و دماغ سے جلد از جلد نکال دیں۔ خداوند تعالیٰ اگرچہ اپنے بعض ارادوں کی تکمیل انسانوں کے ذریعہ ہی کرتا ہے لیکن وہ بے نیاز اور بلند و بالا ذات اپنے کسی کام کے لیے کسی کی دست نگر اور محتاج نہیں اس نے انسانوں کو جو بعض ذمہ داریاں سونپ رکھی ہیں تو اس کی وجہ یہ نہیں ——— کہ معاذ اللہ وہ خود ان سے پوری طرح عہدہ برآ نہیں ہو سکتا

اس نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت یہ انتظام اس لیے فرمایا ہے کہ وہ انسانوں کو اپنے خالق و مالک سے اپنی وفاداری کے مواقع بہم پہنچائے یہ ذمہ داریاں درحقیقت آزمائش کی مختلف کڑیاں ہیں جن کے ذریعہ خداوند تعالیٰ کے اطاعت گذار بندے خدا کے باغیوں اور نافرمانوں سے ممیز اور ممتاز کیے جاتے ہیں ـــــ اگر خداوند تعالیٰ کو اس ملک کی بقا منظور ہے تو یہاں بہرحال اسلامی نظام ہی قائم ہوگا۔ ہماری دلی آرزو اور تمنا ہے کہ یہ سعادت آپ کے حصے میں آئے اور اس معاملے میں آپ پوری دنیا کے سامنے سرخرو ہوں اور آخرت میں جب خداوند تعالیٰ کے سامنے آپ کا نامۂ اعمال پیش کیا جائے تو اس میں آپ کی یہ خدمت نمایاں حروف میں درج ہو، خداوند تعالیٰ کو آپ کی خدمات کی ضرورت نہیں بلکہ آپ اپنی فلاح و کامرانی کے لیے باری تعالیٰ کی تائید نصرت کے قدم قدم پہ دست نگر ہیں ـــــ اس سلسلہ میں ہم یہ چیز بھی آپ کے گوش گذار کردیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ موقع آپ کو بہم پہنچایا ہے تو اس کی بھی ایک مہلت ہے۔

ارباب حکومت وسیاست حزب اقتدار و حزب اختلاف ملکی سالمیت اور تحفظ کے لیے باڑھ کا کام کرتے ہیں مگر جہاں باڑھ خود کھیت کو کھا رہی ہو وہاں باڑھ سے کیا کہیئے کہ کھیت کی حفاظت کر۔ خدا کو اگر اس کھیت کی حفاظت کرنی ہے تو یا وہ اس باڑھ کو درست کرے گا یا پھر اس کی جگہ کوئی دوسری باڑھ لگائے گا اس کی نگری میں اندھیر نہیں ہے اور نہ وہ اس اندھیر نگری کا کھڑ پتلی راجہ ہے وہ خود دیکھ رہا ہے کہ اسلام پہ حاصل کی ہوئی یہ سرزمین نیکی اور شرافت کے لیے کس طرح تنگ ہوتی جارہی ہے۔

دنیا میں ہمیشہ غلط کار لوگوں کا یہ خاصا رہا ہے کہ غلط کاروں کے انجام کی پوری تاریخ ان کے سامنے ہوتی ہے مگر وہ اس سے سبق نہیں لیتے حتیٰ کہ اپنے پیش رو غلط کاروں کا جو انجام خود ان کے اپنے ہاتھوں ہوچکا ہوتا ہے اس سے بھی انہیں عبرت حاصل نہیں ہوتی وہ سمجھتے ہیں کہ خدا کا قانون مکافات صرف دوسروں ہی کے لیے تھا ان کے لیے اس میں ترمیم کردی گئی ہے پھر اپنی کامیابیوں کے نشے میں یہ فرض کرلیتے ہیں کہ دنیا میں سب احمق ہیں کوئی نہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے نہ اپنے کانوں سے سن سکتا ہے نہ اپنے دماغ سے واقعات کو سمجھ سکتا ہے پس جو کچھ وہ دکھائیں گے اس کو دنیا دیکھے گی جو کچھ وہ سنائیں گے اس کو دنیا سنے گی اور جو کچھ وہ سمجھائیں گے دنیا بزاخفش کی طرح اس پہ سر ہلاتی رہے گی یہی برخود غلطی پہلے بھی بہت سے بزعم خویش عاقل اور فی الحقیقت غافل لوگوں کو لے بیٹھی ہے اور اس کے برے نتائج دیکھنے کے لیے اب بھی کچھ برخود غلط حضرات لپکے جارہے ہیں۔

مختصر یہ کہ دریں حالات حکمرانوں اور سیاستدانوں (حکمران ٹولہ اور پی ڈی اے) سے ایک ہی گذارش ہے

کہ حضرات! خدارا! ایک حد کے اندر رہیئے۔ عقل، انصاف اور آدمیت کی ساری حدیں حکومتی اقتدار اور سیاسی طاقت کے زعم میں پھاندتے نہ چلے جایئے خود طاقت کی بھی ایک حد ہوتی ہے جہاں تک وہ غلط کاریوں کے باوجود کسی کو سنبھالتی چلی جاتی ہے اس حد کو پار کر جانے کے بعد بڑے سے بڑا طاقتور انسان بھی اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا اور اب تو ہم بارگاہ الوہیت میں دعا ہی کر سکتے ہیں کہ :

بارالٰہا! کفر کے طویل غلبے کے بعد اس برعظیم ہند کے ایک چھوٹے سے حصے میں تو نے سراسر اپنے کرم سے دین اسلام کے ماننے والوں کو آزادی کی نعمت عطا فرمائی ہے اب ایسا نہ ہو کہ یہاں اپنے اعمال بد کی وجہ سے ہم اپنے دین و اخلاق اور اپنی آزادی دونوں ہی نعمتوں کو کھو بیٹھیں ـــــ خداوندا! تو جانتا ہے کہ یہاں مصلح کون ہے اور مفسد کون؟ تیرے علم میں جو مصلح ہوں ان کی حمایت اور حفاظت اور نصرت فرما تاکہ وہ اس مسلمان ملک کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچا سکیں اور تیرے علم میں جو مفسد ہیں ان کو نیکی کی ہدایت فرما تاکہ وہ اپنی اور اپنی قوم کی دنیا اور عاقبت خراب کرنے سے باز رہیں۔

عبدالقیوم حقانی

سلسلۂ مطبوعات مؤتمر المصنفین (۲۱)

اقتدار کے ایوانوں میں
شریعت بل کا معرکہ

مولانا سمیع الحق

ملک کی تاریخ میں نفاذ شریعت کی جدوجہد کا روشن باب، ایوان بالا سینیٹ اور قومی سیاست میں نظام اسلام کی جنگ، آغاز، رفتار کار، صبر آزما مراحل کی لمحہ بہ لمحہ روئیداد اور مستقبل کے لائحہ عمل کے علاوہ خارجہ پالیسی، عورت کی حکمرانی، جہاد افغانستان اور اہم قومی و ملی اور بین الاقوامی مسائل پر فکر انگیز گفتگو اور سیر حاصل تبصرے۔

مؤتمر المصنفین
دارالعلوم حقانیہ ○ اکوڑہ خٹک ○ نوشہرہ
سرحد (پاکستان)